قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(متفرقات)

عورت کے مقام

کی

حقیقت

فرقان الدین احمد

بسم الله الرحمان الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقّاً وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَه اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَه

عورت کے مقام کی حقیقت

(۵)

عصر حاضر دجالی فتنوں کے عروج کا زمانہ ہے اور کیوں نہ ہو؛ ہم انسانی تاریخ کے اس آخری دور سے گزر رہے ہیں جہاں حق و باطل کے آخری معرکے کے لیے بمطابق احادیث؛ افغانستان میں اسلامی حکومت؛ حجاز میں ترقی کے نام پر اسلام کا جنازہ؛ ہندوستان اور مشرق وسطیٰ (بالخصوص یمن؛ عراق؛ شام بشمول فلسطین) میں کفار و منافقین کے اتحاد کے نتیجہ میں ظلم و ستم کا عروج؛ بالعموم شام اور بالخصوص فلسطین عرب مجاہدین اسلام کی سرگرمیوں کے مرکز کی شکل میں؛ وہ میدان تیار ہے؛ جو حجاز سے امام مہدی[1] پر؛ مشرق وسطیٰ سے عرب مجاہدین کے باہمی اتحاد پر؛ خراسان سے کالے جھنڈوں کی صورت میں جہادی قافلوں کی صورت میں؛ غزوہ ہند کے وقوع پذیر ہونے پر اور بالآخر شام میں خلافت علیٰ منہاج النبوبہ پر انتہا پذیر ہو گا۔

گو اس طائفہ منصورہ میں شمولیت کی خواہش ہر کلمہ گو مسلمان مرد و عورت کی زبان پر موجود ہے؛ مگر یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی سنت تبدیل نہیں فرماتے؛ جیسے اسلام کے اولین دور میں بھی دین کی سربلندی کے لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو مختلف فتنوں کی آزمائشوں سے گزارتے ہوئے اپنے فضل کے لیے انتخاب کیا تھا بعینہ اسی طرح اسلام کی آخری دور میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی سنت دہرائی جارہی ہے اور عصر حاضر کے دجالی فتنوں کی بھٹی بھی اس مقصد کے لیے گرم ہے جس کے ذریعے اس امت کے کھرے اور کھوٹے مال کو الگ کیا جارہا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ان دجالی فتنوں کا سب سے بڑا شکار اس امت کی خواتین ہیں؛

- ✓ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، "دجال[2] اس "مرقناۃ" کی دلدلی زمین میں آکر پڑاؤ ڈالے گا اس کے پاس نکل نکل کر جانے والوں میں **اکثریت خواتین کی ہو گی** اور نوبت یہاں تک جا پہنچے گی کہ ایک آدمی اپنے گھر میں اپنی ماں، بیٹی، بہن، اور پھوپھی کے پاس آکر انہیں اس اندیشے سے کہ کہیں یہ دجال

---

[1] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "امام مہدی کی حقیقت"

[2] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "فتنہ عظیم کی حقیقت"

کے پاس نہ چلی جائیں رسیوں سے باندھ دے گا۔۔۔۔۔" [مسند احمد۔ جلد سوم۔ حدیث ۸۸۴]

جس کے باعث اخروی ناکامی میں بھی ان کا حصہ زیادہ ہے؛

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،"میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا تو وہاں **عورتیں زیادہ تھیں** اور جنت میں جھانکا، جنت میں فقراء کی اکثریت تھی۔" [جامع ترمذی۔ جلد دوم۔ جہنم کا بیان۔ حدیث ۵۱۰]

اس کی کچھ عمومی وجوہات تو "کفر کی حقیقت"[3] کے مضمون میں بیان ہو چکیں ہیں؛ مگر ان تمام عمومی وجوہات اور ان کے نتیجہ میں دنیاوی اور اخروی ناکامی کی اصل وجہ؛ "عورت کی مادر پدر آزادی" کے دجالی تصور کے باعث؛ مسلمان عورت کا دین میں اپنے اصل اور مطلوبہ مقام سے ناواقف ہونا ہے۔

گو یہ مضمون ایک مرد کی تحریر ہے جس کے متعلق خواتین کو ہمیشہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مرد ہمیشہ دین کو اپنی بالادستی کے لیے استعمال کرتا ہے؛ جو کہ اگرچہ ایک زندہ اور تلخ حقیقت بھی ہے؛ مگر میری ماؤں؛ بہنوں؛ بہوؤں اور بیٹیوں سے گزارش ہے کہ محض مردوں کی تنگ نظری اور انانیت کے نظریہ کے باعث؛ ضد میں اپنی دنیا و آخرت کی تباہی کا سودا نہ کریں؛ بلکہ اس مسئلہ کو مرد و عورت کے خالق اور اس کے صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں اخلاص سے سمجھنے کی کوشش کریں؛

عورت کے معاشرہ میں چار کردار ہیں؛ ماں؛ زوج؛ بہن اور بیٹی۔ مگر ماں؛ بہن اور بیٹی کی نسبت قرآن اور حدیث میں مفصل تفصیل محض عورت کی بحیثیت زوج ملتی ہے؛ جو کہ عقلی طور پر بھی برحق ہے کیونکہ دین اسلام معاشرہ میں جس نظام توحید کا علم بردار ہے اس میں اصل اور بنیادی اہمیت ایک خاندان کی ہے؛ جس میں اگر مرد کو حقوق و فرائض کی صورت میں سربراہی کا کردار تفویض کیا ہے؛ تو بعینہ عورت کو مرد کی وزیر یا نائب کی حیثیت سے اس خاندان کی وحدت کی تکمیل کا کردار تفویض کیا ہے۔

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی؛ وہ شخص جو لوگوں کا امیر ہے اس سے لوگوں کے متعلق سوال ہوگا؛ اور **مرد اپنے گھر والوں**

---

[3] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم و اھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "کفر کی حقیقت"

کا نگراں ہے اس سے ان کے متعلق باز پرس ہو گی؛ **عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی محافظ ہے** اس سے اس کے متعلق باز پرس ہو گی؛ غلام اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اس سے اس کی بابت پوچھ ہو گی؛ سن لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور اس کی رعیت کے متعلق اس سے باز پرس ہو گی۔[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ گواہیوں کا بیان۔ حدیث ۲۴۴۹]

اسی لیے اس مضمون کا اصل مخاطب بھی عورت کا یہی کردار ہے؛ کیونکہ بہن اور بیٹی کی تربیت کا معیار بھی دین میں اسی مطلوبہ زوج کے کردار کے لیے ہے اور ماں تو اسی زوج کا توسیعی کردار ہے۔

أ. کیا مرد اور عورت دونوں اللہ سبحان وتعالٰی کی مخلوق ہونے کی حیثیت سے برابر نہیں ہیں؛ اور اگر برابر ہیں تو آخر مرد کو عورت سے افضل کیوں ٹھہرایا جائے؟

مرد اور عورت تو کُجا؛ اللہ سبحان وتعالٰی کی کُل مخلوقات؛ مخلوق ہونے کی حیثیت سے نہ صرف برابر ہیں بلکہ مخلوق ہونے کے باعث خالق کی تسبیح وتقدیس اور عبادت کے حکم کی اتباع میں بھی یکساں۔ خصوصاً جن وانس (بشمول مذکر ومونث)۔

- ✓ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۔۔۔[سورۃ الاسراء؛ ۴۴] ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں **سب اسی کی تسبیح کرتے** ہیں۔۔۔
- ✓ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [سورۃ الذاریات؛ ۵۶] اور میں نے **جنوں اور انسانوں** کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت[4] کریں۔

مگر مخلوق میں افضلیت کا فیصلہ بھی خالق کا مقدر کردہ ہے نہ کہ مخلوق کے کسی کسب کا نتیجہ۔ اللہ سبحان وتعالٰی نے ہی انسان کو زمین پر خلافت کا منصب عطا فرما کر کُل مخلوقات پر افضلیت بخشی [وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۔۔۔[سورۃ البقرۃ؛ ۳۰] اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔۔۔۔]؛ پھر انسانوں میں انبیاء کو دیگر تمام انسانوں پر افضلیت عطا کی [وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ [سورۃ الانعام؛ ۸۶] اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضلیت بخشی تھی]؛ پھر انبیاء میں رسولوں کو گروہ انبیاء

[4] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم واھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "عبادت اور عبادات کی حقیقت"

میں افضلیت کی سند عطا فرمائی[تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ۔۔۔۔ [سورۃ البقرۃ ؛ ۲۵۳] یہ پیغمبر! ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔۔۔۔] اور پھر رسولوں میں سے بھی پانچ اولو العزم رسولوں کو افضلیت کے اعلاترین مسند پر رونق افروز کیا[فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔۔۔۔ [سورۃ الاحقاف ؛ ۳۵] پس (اے محمد ﷺ) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو۔۔۔۔]۔ اسی طرح بنی اسرائیل کو اس کے زمانے کی اقوام پر فضیلت عطا کی[۔۔۔۔ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ [سورۃ البقرۃ ؛ ۴۷]۔۔۔۔ اور یہ کہ میں نے تم کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی]۔ یہاں تک کہ کھانے پینے کی اشیاء میں بھی اللہ سبحان و تعالیٰ نے اپنی یہ سنت جاری فرمائی[۔۔۔۔ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۔۔۔۔ [سورۃ الرعد ؛ ۴] اور ہم بعض میوؤں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں۔۔۔۔]۔

مگر قرآن و حدیث گواہ ہیں کہ مخلوق خدا میں باہمی افضلیت کبھی بھی ایمان اور سلیم فطرت انسانوں کے لیے باعث نزاع نہیں رہا کیوں کہ وہ اس کا بخوبی ادراک رکھتے ہیں کہ یہ افضلیت محض ان صفات کی مرہون منت ہے جو "الحکیم" اور "العلیم" کی خصوصی عطا ہیں اور ان صفات کی باعث یہ افضلیت اضافی فرائض کی صورت میں روز محشر اضافی مسئولیت کا باعث بھی ہے۔

- ✓ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا [سورۃ الاحزاب ؛ ۷۲] ہم نے **(بار) امانت** کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے **اٹھانے سے انکار کیا** اور اس سے ڈر گئے۔ اور **انسان نے اس کو اٹھا لیا**۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔
- ✓ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ ۔۔۔۔ [سورۃ البقرۃ ؛ ۳۱] اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) **نام سکھائے** پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا۔۔۔۔

اور اس صفات پر مبنی افضلیت میں نزاع صرف کفار کا کام ہے؛ جیسے مشرکین مکہ کا قول۔۔۔۔

- ✓ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ [سورۃ الزخرف ؛ ۳۱] اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں (یعنی مکّے اور طائف) میں سے **کسی بڑے آدمی پر** کیوں نازل نہ کیا گیا؟

اور یہ بھی برحق ہے کہ جو انسان بھی "الحکیم" اور "العلیم" کی خصوصی عطا کردہ صفات کے ساتھ کج روی

کارویہ اختیار کرے گا تو وہ مقام افضلیت سے پستی کی طرف گر کر ایک کتے کی مانند ہو جائے گا۔

- ✓ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۔۔۔۔ **[سورۃ الاعراف؛ ۱۷۵۔۱۷۶]** اور ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دو جس کو ہم نے **اپنی آیتیں عطا فرمائیں** تو اس نے ان کو اتار دیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگا تو وہ گمراہوں میں ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے مگر وہ تو **پستی کی طرف مائل** ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا۔ تو اس کی **مثال کتے کی سی** ہو گئی۔۔۔۔

بعینہ مرد کو عورت پر "الحکیم" اور "العلیم" کی عطا کردہ افضلیت کا تعلق اس تخلیقی امتیاز کے باعث ہے جس کے باعث مرد پر عورت کی نسبت اضافی فرائض اور اسی کے سبب سے اس اضافی مقام مسئولیت سے ہے؛ جس کا تعلق اس کے گھر والوں کے دین اور دنیا دونوں سے ہے؛

- ✓ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ۔۔۔۔ **[سورۃ التحریم؛ ٦]** مومنو! اپنے آپ کو اور **اپنے اہل عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ**۔۔۔۔
- ✓ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۔۔۔۔ **[سورۃ النساء؛ ۳۴]** مرد عورتوں پر مسلط و حاکم ہیں اس لئے کہ خدا نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لئے بھی کہ **مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں**۔۔۔۔

اب یقینی امر ہے کہ جو مرد؛ جنسِ مرد کے انفرادی رکن کی حیثیت میں؛ اپنی ان دینی و دنیاوی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتا؛ تو وہ "الحکیم" اور "العلیم" کی ودیعت کی ہوئی صفات کے ساتھ انصاف نہ کرنے کے باعث دنیا و آخرت میں انفرادی طور پر اپنے مقام افضلیت سے گر جاتا ہے؛ مگر جنسِ مرد کی جنسِ عورت پر افضلیت پھر بھی برقرار رہتی ہے۔ اور یہ بات ضرور ملحوظ خاطر رہے کہ مسلمان مرد کی افضلیت کا اصل معیار اس کی دینی فرضیت یعنی "قو انفسکم و اھلیکم نارا" کی ادائیگی پر ہے نہ کہ محض دنیاوی فرضیت یعنی "مال خرچ کرنا" کیونکہ اس دنیاوی افضلیت میں تو کفار بھی شامل ہیں۔

ب. کیا مرد کی اطاعت میں عورت کی ذلت نہیں ہے؟

عزت وذلت کے معیار اللہ سبحان و تعالٰی کے مقرر کردہ ہیں؛ ایک مسلمان مرد اور عورت کا عقیدہِ کامل ہونا چاہیے کہ کُل کی کُل عزت محض اللہ سبحان و تعالٰی کے احکامات کی اطاعت میں ہے؛

- ✓ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ ۔۔۔۔ [سورۃ فاطر؛ ۱۰] جو شخص عزت کا طلب گار ہے تو **عزت تو سب خدا ہی کی** ہے۔ اسی کی طرف **پاکیزہ کلمات** چڑھتے ہیں اور **نیک عمل** اس کو بلند کرتے ہیں۔۔۔

مندرجہ بالا عقیدہ سے علمی اور عملی کوتاہی درحقیقت نفاق کی علامت ہے؛

- ✓ ۔۔۔ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ [سورۃ المنافقون؛ ۸]۔۔۔ حالانکہ **عزت خدا کی ہے** اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی **لیکن منافق نہیں جانتے**۔

اور یہ دنیاوی تفاوت محض اللہ سبحان و تعالٰی کی اس حکمت کاملہ کا مظہر ہیں جو اس دنیاوی کارخانہ کو چلانے کے لیے ضروری امر ہیں اور ان درجات میں باہمی ہوس درحقیقت اللہ سبحان و تعالٰی کی حکمت کاملہ سے غیر مطمئن ہونے کا اظہار ہے؛

- ✓ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ ۔۔۔ [سورۃ النساء؛ ۳۲] اور جس چیز میں خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے **اس کی ہوس مت کرو**۔۔۔۔

اسی افضلیت کا سب سے پہلے انکار شیطان لعین نے کیا جب اس نے اللہ سبحان و تعالٰی کے واضح حکم کے باوجود آدم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے تفویض شدہ افضلیت کے انکار کے طور پر سجدہ کرنے سے منکر ہو گیا اور فرشتوں نے محض اللہ سبحان و تعالٰی کے حکم کی اطاعت میں ان کو سجدہ تعظیمی ادا کیا۔ جنسِ مرد کی اسی عطا کردہ افضلیت کے اظہار کے طور پر بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ؛

- ✓ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی یعنی میری تعظیم کرو؛ اگر میں کسی کو کسی غیر اللہ کا سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تو یقیناً عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ **اپنے شوہر کو سجدہ کرے**۔۔۔۔ [مشکوۃ شریف۔ جلد سوم۔ باری مقرر کرنے کا بیان۔ حدیث ۴۷۰]

یہ وہبی افضلیت اپنے اندر مسئولیت کے عنصر کے باوجود معاشرہ میں ایک کتابی امر کا مقام رکھتی؛ اگر اللہ سبحان وتعالیٰ کسی مخالف فریق کو اس وہبی افضلیت کے باعث ان کی اطاعت کا حکم نہیں دیتا؛ جس طرح قرآن حکیم انبیاء علیہم السلام کی افضلیت کے نتیجہ میں؛ اپنے حکم کے مطابق ان کی امتوں کو ان کی اطاعت کا مکلف ٹھہراتا ہے؛

- ✓ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۔۔۔ [سورۃ النساء ؛ ۶۴] اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ **خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے**۔۔۔

اور جو اس اطاعت کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اسی کو قرآن حکیم کامیابی کی نوید بھی سناتا ہے؛

- ✓ ۔۔۔ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا [سورۃ الاحزاب ؛ ۷۱]۔۔۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی **فرمانبرداری کرے گا** تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔

اور بعینہ اسی جوابدہی پر مبنی وہبی فضیلت کے باعث قرآن حکیم مردوں کو عورتوں پر حاکم ٹھہراتے ہوئے؛ عورتوں پر مردوں کی اطاعت کو فرض قرار دیتا ہے؛

- ✓ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ ۔۔۔ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۔۔۔ [سورۃ النساء ؛ ۳۴] مرد عورتوں پر مسلط وحاکم ہیں۔۔۔ تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ **مردوں کے حکم پر چلتی ہیں** اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال وآبرو کی) خبرداری کرتی ہیں۔۔۔

بلکہ عورت کی سرکشی اور باغی رویوں کو قابل تعزیر جرم بھی قرار دیتا ہے؛

- ✓ ۔۔۔ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا [سورۃ النساء ؛ ۳۴]۔۔۔ اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ **سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں** تو (پہلے) ان کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر ان کے ساتھ سونا ترک کر دو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر ان کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو بے شک خدا سب سے اعلیٰ (اور) جلیل القدر ہے

اور اسی اطاعت کی اہمیت اور ضرورت کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوں بیان فرمایا ہے؛

- ۔۔۔۔۔اگر اس کا شوہر اس کو یہ حکم دے کہ وہ زرد رنگ کے پہاڑ سے پتھر اٹھا کر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور سیاہ پہاڑ سے پتھر اٹھا کر سفید پہاڑ پر لے جائے تو اس عورت کے لئے یہی لائق ہے کہ وہ اپنے **شوہر کا یہ حکم بجالائے**۔ [**مشکوۃ شریف۔ جلد سوم۔ باری مقرر کرنے کا بیان۔ حدیث ۴۷۰**]

فرق صرف اس اطاعت کے دائرہ اختیار میں ہے؛ جہاں کُل مخلوقات کی طرح شوہر کی اطاعت بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع ہی قابل قبول ہے؛ جیسا کہ

- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا [**سورة النساء:۵۹**] "مومنو! خدا اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور **جو تم میں سے صاحبِ حکومت** ہیں، ان کی بھی اور اگر کسی بات میں، تم میں اختلاف واقع ہو، تو اگر خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، تو اس میں **خدا اور اس کے رسول ﷺ [کے حکم] کی طرف رجوع کرو**، یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔"

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مسلمان پر سننا اور ماننا واجب ہے خواہ وہ اسے پسند کرے یا ناپسند کرے بشرطیکہ اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ اور اگر نافرمانی کا حکم دیا جائے **تو نہ سننا واجب** ہے اور **نہ ہی اطاعت** کرنا۔ [**جامع ترمذی۔ جلد اول۔ جہاد کا بیان۔ حدیث ۱۷۷۶**]

جس طرح مرد پر اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد "اولو الامر" کی اطاعت فرض ہے؛ اسی طرح عورت کی اطاعت کے دائرہ کے بھی دو جزو ہیں؛ پہلے جزو کا **تعلق** اللہ سبحان و تعالیٰ **کے مقرر کردہ فرض عبادات و معاملات کی ادائیگی یا اس کے حرام کردہ امور سے اجتناب ہے؛ اس جزو میں مخلوق کی اطاعت کفر** [حقیقی یا مجازی] **کے زمرہ میں آتی ہے۔ جبکہ دوسرے جزو کا تعلق** مستحب **یا مباح عبادات و معاملات سے ہے؛ اس جزو میں عورت پر مرد کی کُلی اطاعت لازم ہے اور دین میں عین مطلوب ہے۔**

- نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کوئی عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی **اجازت کے بغیر** رمضان کے علاوہ کوئی دوسرا (یعنی نفلی) روزہ نہ رکھے"۔ [**جامع ترمذی۔ جلد اول۔ روزوں کے متعلق ابواب۔ حدیث ۷۶۶**]

حتّٰی کہ اطاعت کے اس جزو میں بغیر اجازت گھر سے نکلنا بھی اس کے حق میں معصیت ہے یہاں تک وہ لوٹ آئے۔ اور چونکہ عورت کی اطاعت مرد کی اپنی دینی و دنیاوی کامیابی کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے شادی کے وقت دیندار عورت کو ترجیح دینے کی ترغیب فرمائی ہے کیونکہ دنیادار عورت نفس پرستی کے باعث اس اطاعت کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھنے سے قاصر ہوتی ہے؛

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں، مال، نسب، خوبصورتی، دین، **تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہیے** (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے"۔ [صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ نکاح کا بیان۔ حدیث ۸۲]

ت. کیا دینی و دنیاوی امور میں مرد اور عورت کا دائرہ عمل یکساں نہیں ہے؟

قرآن حکیم میں اللہ تعالٰی فرماتے ہیں؛

- ✓ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى ﴿﴾ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى ﴿﴾ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ﴿﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ﴿﴾ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى ﴿﴾ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ﴿﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ﴿﴾ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى [سورۃ الیل؛ ۳۔۱۰] اور اس (ذات) کی قسم جس نے **نر اور مادہ** پیدا کیے؛ کہ تم لوگوں کی **کوشش طرح طرح کی ہے**؛ تو جس نے (خدا کے رستے میں مال) دیا اور پرہیز گاری کی؛ اور **نیک بات کو سچ جانا**؛ اس کو ہم **آسان طریقے** کی توفیق دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا؛ اور **نیک بات کو جھوٹ سمجھا**؛ اسے **سختی** میں پہنچائیں گے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے قبضہ قدرت سے جنس مرد اور جنس عورت کو پیدا کیا اور دونوں گروہ انسانی کو ان کی انفرادی؛ باہمی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا شعور بھی عطا فرمایا اور شریعت میں مکلف بھی ٹھہرایا۔ جو دین مرد اور عورت کی باطنی فطرت اور ظاہری ہیبت وصفات میں واضح فرق فرمانے کے بعد شریعت کے ذریعے محض ان ظاہری ہیبت وصفات میں باہم مشابہت اختیار کرنے والوں کو بھی باعث لعنت قرار دیا؛ وہ دنوں گروہ انسانی کو مشترکہ دائرہ عمل کا مکلف کیوں ٹھہرائے گا۔

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی وضع قطع اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی وضع قطع اختیار کرنے والی عورتوں پر **لعنت فرمائی ہے**۔ [جامع ترمذی۔ جلد دوم۔ آداب اور اجازت لینے

کا بیان ۔ حدیث ۱۵۷]

در حقیقت مرد اور عورت کی برابری کا موجودہ تصور اسلام کے پیش کردہ تصور کا متضاد ہے؛ اصل سوال دینی و دنیاوی امور میں مرد اور عورت کا دائرہ عمل یکساں ہونا نہیں ہے بلکہ اصل سوال دینی و دنیاوی امور میں مرد اور عورت کے اپنے اپنے دائرہ عمل کا اہم ہونا ہے۔

- ✓ ۔۔۔۔۔ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا [سورۃ النساء؛ ۳۲]۔۔۔۔ **مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے** اور **عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے** اور خدا سے اس کا فضل (و کرم) مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ سبحان و تعالٰی نے دینی و دنیاوی امور میں مرد کے بر خلاف؛ عورت پر انتہائی محدود عبادات و معاملات فرض کیے ہیں؛ جن کا تعلق بھی صرف انفرادی اور محدود نوعیت کے باہمی معاملات سے ہے اور عورت پر امت کے اجتماعی معاملات کے سلسلے میں کوئی فرض مقرر نہیں کیا گیا۔ یعنی نہ وہ کسب مال کی مکلف ہے؛ نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ کی؛ نہ ہی اقامت دین کی؛ نہ ہی فتوی نویسی یا قضاوت جیسے امور کی اور نہ ہی امامت صلوۃ وغیرہ کی۔ اس کی کی اخروی کامیابی تو محض چند فرائض تک محدود ہے؛

- ✓ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب عورت پنج وقتہ **نماز** پڑھے، رمضان کا **روزہ** رکھے، اپنی **شرمگاہ کی حفاظت** کرے اور اپنے **شوہر کی اطاعت** کرے؛ تو ایسی عورت سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو اس میں داخل ہو جاؤ۔ [صحیح ابن حبان ۔ حدیث ۴۱۶۳]

دین اسلام معاشرہ میں جو باہمی اور اجتماعی ماحول قائم کرنے کا داعی ہے وہ ان دونوں دائروں کی مکمل موجودگی کے بغیر ناممکن ہے۔ مرد کے دنیاوی دائرہِ عمل کی ابتدا اور تکمیل عورت کے دائرہِ عمل کی مرہون منت ہے چاہے وہ عورت اس کی ماں ہو یا بیوی۔ یعنی اس معنی میں حقیقتاً ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں دائرے صرف اسی وقت تک سو فیصد سودمند ثابت ہو سکتے ہیں جب تک کہ ان کا واحد محرک اللہ سبحان و تعالی کی خوشنودی کا حصول ہو۔ اس محرک کے سوا ہر محرک ان دائروں میں باہم ٹکراؤ کا باعث بننے کے سبب ان دائروں کی سودمندی میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ موجودہ دور میں مرد اور عورت کے مشترکہ دائرہ عمل کی غیر فطرتی تبلیغ؛ دنیا کے حصول کی رغبت اور اللہ سبحان و تعالی کی خوشنودی

کے حصول سے غفلت پر مبنی نے ان دونوں گروہوں انسانی میں وہ ٹکراؤ کی فضاپیدا کر دی ہے جس کے باعث عمومی طور پر پورا عالمی معاشرہ اخلاقی؛ معاشرتی؛ ذہنی افسردگی اور بے راہ نسل جیسے مصائب کا شکار ہے۔

ث. عورت کا دیندار یا دینی علوم کا حامل ہونا کتنا اہم ہے؟

سورۃ الفاتحہ کے مطابق انسان کے صرف تین ہی گروہ ممکن ہے [انعمت علیہم] یعنی وہ ہدایت یافتہ لوگ جو اللہ کی خوشنودی کے متلاشی ہوں اور اللہ کے انعامات کے مستحق؛ ہدایت کا دار و مدار نہ تو ظاہری دینداری پر ہے اور نہ ہی محض دینی علوم کے حصول پر بلکہ یہ تو اس باطنی کیفیت پر منحصر ہے؛ جو انسان کو نفس کی غلامی سے نکال کر اپنے خالق کی غلامی میں مشغول رکھتا ہے۔ [مغضوب علیہم] یعنی وہ ظالم لوگ جو حق کا فہم رکھنے کے باوجود نفس کی عبادت میں مشغول ہوں۔ اور [ضالین] یعنی وہ جاہل لوگ جو حق سے لاعلمی کے باعث اپنے نفس کی عبادت میں مشغول ہوں۔ ان تین گروہ انسانی کی بنیاد پر قرآن حکیم کے مطابق عورت کے نقطہ نظر سے ازدواجی اعتبار کے چار ہی درجات ہو سکتے ہیں؛

أ. ہدایت یافتہ شوہر اور ہدایت یافتہ بیوی یا بیویاں (مثلاً رسول اللہ ﷺ اور ازواج مطہرات)

ب. ظالم و جاہل شوہر اور ہدایت یافتہ بیوی یا بیویاں (مثلاً فرعون اور بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا)

ت. ہدایت یافتہ شوہر اور ظالم و جاہل بیوی یا بیویاں (مثلاً حضرت نوح علیہ السلام یا لوط علیہ السلام اور ان کی بیویاں)

ث. ظالم و جاہل شوہر اور ظالم و جاہل بیوی یا بیویاں (مثلاً ابولہب اور اروىٰ بنت حرب بنت امیہ)

یہ دنیا دار الامتحان ہے اور عورت کی اصل آزمائش اس کی گھریلو زندگی میں ہی ہے اور اس کی اخروی کامیابی کے بڑے حصہ کا دار و مدار اس کی شوہر کی اطاعت پر منحصر ہے چاہے اس کے نفس کو ناپسندیدہ ہی ہو۔

- ✓ ۔۔۔۔عَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ [سورۃ البقرۃ؛ ۲۱۶]۔۔۔ مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو **بری لگے** اور وہ تمہارے حق میں **بھلی ہو** اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو **بھلی لگے** اور وہ تمہارے لئے **مضر ہو**۔ اور (ان باتوں کو) خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

درجہ اول کے رشتہ ازدواج میں تو محض ہدایت یافتہ عورت کا دیندار ہونا بھی کفایت کر جائے گا؛ کیونکہ وہ

محض اپنی اطاعت کے باعث اپنے ہدایت یافتہ شوہر کے تمام دینی اور دنیاوی امور کے اجر میں برابر کی شریک قرار پائے گی۔

- ✓ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور فرمانے لگیں "آپ ﷺ کو اللہ سبحان و تعالی نے مردوں اور عورتوں دونوں طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اسی لئے ہم عورتیں آپ ﷺ پر اور اللہ پر ایمان لائیں۔ لیکن ہم عورتیں پردہ نشیں ہیں، گھروں میں رہتی ہیں، خاوندوں کی خواہشات پوری کرتی ہیں اور انکی اولاد کی پرورش کرتی ہیں؛ ان سب کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھ کر رہتے ہیں۔ **جمعہ** اور **جماعت کی نماز** میں شریک ہوتے ہیں؛ **بیماروں کی عیادت** کرتے ہیں؛ **جنازوں** میں شرکت کرتے ہیں؛ **حج پر حج** کرتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر **جہاد** کرتے ہیں اور جب وہ حج یا جہاد پر جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں؛ ان کے لئے کپڑے بنتی ہیں اور انکی اولاد کو پالتی ہیں۔ **کیا ہم ثواب میں ان کی شریک نہیں؟**" حضور ﷺ یہ سن صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا؛ "تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا؛ "یارسول اللہ ﷺ! ہمیں گمان بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے؟" اس کے بعد حضور ﷺ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا" غور سے سن جن عورتوں نے تجھے بھیجا ہے انہیں واپس جا کر بتادے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا **ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے**" یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خوشی خوشی کلمہ پڑھتے ہوئے اور تکبیر کہتے ہوئے واپس ہو گئیں۔ **[معرفة الصحابة لابي نعيم۔ حديث ۶۹۸۹ ؛ شعب الايمان للبيهقي ۔ حديث ۸۳۶۹]**

اس درجہ کی ہدایت یافتہ عورت اپنے ہدایت یافتہ شوہر کی دینی زندگی میں اضافہ کے لیے ہر قسم کی دنیاوی قربانی کے لیے نہ صرف ہمہ وقت تیار ہوتی ہے بلکہ آخرت کے بلند مقامات کی ہوس میں اپنے قول و فعل سے مسلسل اپنے ہدایت یافتہ شوہر کی حوصلہ افزائی بھی کرتی رہتی ہے۔ اس درجہ کی ہدایت یافتہ عورت اگر دینی علوم کی حاملہ بھی ہو تو یہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے۔

درجہ دوم کے رشتہ ازدواج کی شکار ہدایت یافتہ عورت کے لیے لازم ہے کہ وہ دیندار بھی ہو اور دینی علوم کی حاملہ بھی۔ کیونکہ ایک دنیاپرست ظالم و جاہل یعنی نفس کو حق پر ترجیح دینے والے شوہر کی رفاقت میں لازمی

ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت پر استقامت اختیار کرتے ہوئے؛ اپنے ظالم و جاہل شوہر کے جائز حقوق بھی ادا کر سکے اور مزید بر آں اپنے قول و کردار سے "الدین النصیحہ" کا فرض ادا کرتے ہوئے استطاعت مقدور اپنے ظالم و جاہل شوہر کی اور بچوں کی اصلاح کی کوشش بھی کر سکتی ہو۔ اور ان سارے امور کے لیے لازم ہے کہ وہ صرف دینی علوم کی حاملہ نہیں بلکہ ظاہری و باطنی طور پر عاملہ بھی ہو۔؛ اس رشتہ ازدواج سے منسوب عورت کی ادنی سی مثال؛ اس غلام کی سی ہے جو اللہ کے حقوق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کے بھی؛ حدیث رسول ﷺ کے مطابق اس غلام کے لیے دہرا اجر ہے؛ مگر یقیناً یہ ہدایت یافتہ عورت اپنی آزاد حیثیت کے باعث اپنے ہر عمل پر دس گناہ سے سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ کی مستحق بھی ہے اور آخرت میں اپنی استقامت اور صبر کے باعث اپنے ظالم و جاہل شوہر کے نعم البدل کے طور پر ہدایت یافتہ زوج کی ابدی شراکت کے عوض بلند اخروی درجات کی امیدوار بھی۔

- ✓ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ **[سورة التحريم؛ ۱۱]** اور مومنوں کے لئے (ایک) مثال (تو) فرعون کی بیوی کی بیان فرمائی کہ اس نے خدا سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے **بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا** اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال (زشت مآل) سے نجات بخش اور ظالم لوگوں کے ہاتھ سے مجھ کو مخلصی عطا فرما۔

تیسرے اور چوتھے درجہ کی رشتہ ازواج میں ملوث ظالم اور جاہل عورت کی نمایاں غالب خصوصیات اس کا خواہشات نفس کا اسیر ہونا؛ جزوی دیندار یا مکمل دین بیزار ہونا؛ ہدایت یافتہ شوہر کی شرعی اطاعت کی [جزوی یا کُلی] قولی یا عملی منکر؛ ظالم و جاہل شوہر کی غیر شرعی معاملات میں [جزوی یا کُلی] قولی یا عملی اطاعت؛ ہدایت یافتہ شوہر کی دینی زندگی سے بیزار؛ شوہر کو دین پر دنیا کو ترجیح دینے کی ترغیب دینا اور اپنی اطاعت اور محبت کو شوہر کی دنیاوی کامیابوں کے تابع قرار دینا۔ یہی وہ عورتیں ہیں جو احادیث میں دجال کی پیروکار اور دوزخ کے عذاب کی وعید کی براہ راست مخاطب ہونے کے باوجود اس حقیقی خطرہ سے بے نیاز ہیں۔

ان آخری دو درجوں میں موجود عورت کی حیثیت قرآن و حدیث کے مطابق اپنے شوہر کی دشمن کی سی ہے؛

- ✓ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ۔۔۔ [سورة التغابن؛ ۱۴] مومنو! تمہاری **عورتیں** اور اولاد میں سے بعض **تمہارے دشمن (بھی) ہیں** سو ان

سے بچتے رہو۔۔۔۔

- ✓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نحوست کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "**اگر نحوست ہے** تو گھر، **عورت** اور گھوڑے میں ہے"۔**[صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ نکاح کا بیان۔ حدیث ۸۶]**

اور اسی دشمنی کے باعث وہ اپنے ہدایت یافتہ شوہر کی فضیلتوں سے اس دنیا میں بھی محروم رہتی ہے اور آخرت میں بھی؛

- ✓ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ **[سورۃ التحریم؛ ۱۱]** خدا نے کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے۔ دونوں ہمارے دو **نیک بندوں کے گھر میں تھیں** اور دونوں نے ان کی خیانت کی تو وہ خدا کے مقابلے میں اور **ان عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آئے** اور ان کو حکم دیا گیا کہ اور داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

اور اسی دشمنی کے باعث وہ اپنے ظالم وجاہل شوہر کے آخرت کے عذاب میں اضافہ کی باعث بھی؛

- ✓ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿﴾ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿﴾ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ **[سورۃ المسد؛ ۳۔۵]** وہ جلد بھڑکتی ہوئی **آگ میں داخل** ہو گا اور اس کی جورو بھی جو **ایندھن سر پر اٹھائے** پھرتی ہے۔ اس کے گلے میں مونج کی رسّی ہو گی۔

اس مقام پر ہر خاتون قاری سے درخواست ہے کہ وہ اپنا ذاتی محاسبہ کرے کہ اس کی فکری اور عملی مشابہت ہدایت یافتہ [انعمت علیہم]؛ ظالم [مغضوب علیہم] اور جاہل [ضالین] میں سے کس گروہ انسانی سے ہے؛ اور پھر اپنے ازدواجی رشتہ کا محاسبہ بھی ضرور کرے کہ ان کا ازدواجی رشتہ کی کس درجہ کے جوڑے سے مشابہت ہے؛ کیونکہ روز محشر یہی مشابہت ان کو باہمی فائدہ یا نقصان کا امیدوار ٹھہرائے گی۔ اس مشابہت میں اصل اہمیت فکری مشابہت کی ہے؛ کیونکہ عملی کوتاہیوں کا احساس اور ان سے توبہ کی توفیق کا محرک یہی فکری مشابہت ہے۔

یہاں مسلمان خواتین یہ اعتراض ضرور بلند کر سکتیں ہیں کہ کفار خواتین پر مبنی آیات کو کلمہ گو خواتین پر کیوں چسپاں کیا جا رہا ہے؛ یاد رہے کہ قرآن حکیم کفار کے لیے؛ جو اللہ کے کلام کے ہی منکر ہیں؛ نہ باعث

ہدایت ہے اور نہ ہی باعث وعید؛ بلکہ اس سے فکری اور عملی طور پر مستفید ہونے کی صلاحیت صرف اس پر ایمان کے دعویداروں تک محدود ہے۔ اسی تناظر میں عرض ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے ہر صغیرہ اور کبیرہ نافرمانی کی عذاب کی صورت میں انفرادی سزا مقرر کی ہوئی ہے؛ جس کی شدت اور مدت میں ایمان کی موجودگی یا غیر موجودگی کی وجہ سے کوئی فرق نہیں۔ یعنی [نعوذ باللہ من ذالك] اگر مسلمان عورت پر جہنم واجب ہو گئی؛ تو قرآن حکیم میں بیان کردہ کفریہ عقائد؛ اقوال یا اعمال کا [بمطابق درجہ جہنم] عذاب بھی مساوی نوعیت کا ہو گا؛ فرق اگر ہے تو سزا کے بعد دوزخ سے خلاصی کا؛ جو کم از کم رائی برابر ایمان[5] کی موجودگی کی وجہ سے ممکن ہو گی۔

ج. کیا عورت پر گھریلو امور کی ادائیگی لازمی ہے یا اس کا احسان؟

✓ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ [سورۃ الروم ؛ ۲۱] اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہو کر) **آرام حاصل کرو** اور تم میں **محبت اور مہربانی پیدا کر دی** جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

آرام حاصل کرنا یا باہمی محبت و مہربانی جیسے جذبوں کی افزائش کے لیے لازمی ہے کہ ازدواج؛ احسان سے زیادہ باہمی حسن سلوک والے مزاج کے مالک ہوں اور اپنے ازدواجی حقوق کے حصول سے زیادہ اپنے ازدواجی فرائض کی ادائیگی کی اہمیت کا احساس رکھتے ہوں اور؛ اور عورتوں پر حدیث کے مطابق۔۔۔

✓ ۔۔۔**عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی محافظ ہے** اس سے اس کے متعلق **باز پرس** ہو گی؛۔۔۔[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ گواہیوں کا بیان۔ حدیث ۲۴۴۹]

اور اسی فرض کی احسن طریقہ سے ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ نے قریش کی عورتوں کی تعریف بھی فرمائی؛

✓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**عمدہ ترین عورتیں** مرد کے لئے عقیقہ عورتیں قریش کی ہیں وہ اپنے بچوں پر ان کی کمسنی میں از حد شفیق اور اپنے اور اپنے شوہر کے مال کی **زیادہ محافظ و نگہبان** ہوتی ہیں"۔

---

[5] ملاحظہ فرمائیں "قوا انفسکم واھلیکم (ڈیجٹل ایڈیشن چہارم)" میں مضمون "ایمان کی حقیقت"

[صحیح بخاری ۔ جلد سوم ۔ نکاح کا بیان ۔ حدیث ۸۴]

اور اس فرض سے محض نیت میں خرابی بھی فساد کے مترادف ہے؛

- ✓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جب عورت اپنے گھر سے کھانا خیرات کرے **بشرطیکہ فساد کی نیت نہ ہو**۔۔۔"۔[صحیح بخاری ۔ جلد اول ۔ روزے کا بیان ۔ حدیث ۱۳۶۸]

دیگر فرائض کی طرح اس گھر گھرستی کے فرض کی ادائیگی کے لیے بھی عورت اپنی استطاعت کے مطابق مکلف ہے۔[لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۔۔۔[سورۃ البقرۃ؛۲۸۶]خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔۔۔] اگر کسی غلام یا کنیز یا عصر حاضر میں کل وقتی یا جزوقتی ملازم یا ملازمہ جیسے اسباب میسر نہ ہوں تو اپنی جسمانی استطاعت کے مقدور اس پر گھر گھرستی کے وہ تمام امور لازم ہیں؛ جن کے ذریعے وہ اپنے شوہر کے گھر؛مال ومتاع اور اس کے بچوں کی حفاظت کا فریضہ ادا کر سکے؛ماضی قریب تک مسلمان معاشرے تو کُجا کفریہ معاشروں میں بھی یہ امر قابل نزاع نہیں تھا کہ مرد گھر کے بیرونی معاملات کا ذمہ دار تھا اور عورت گھر گھرستی کی ذمہ دار۔یہ تو عورت کی مادرپدر آزادی کا دجالی تصور ہے جس سے متاثرہ گمراہ شدہ اذہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو امور کے چند مستحب امور سے متعلق احادیث کو نہ صرف امت کے مردوں کے فرائض منصبی کے طور پر پیش کرتے ہیں؛بلکہ عورت کے کُل گھر گھرستی کے تصور کو اس کے لیے باعث تحقیر ٹھہراتے ہوئے اسے اپنے فرض منصبی سے بغاوت پر اکساتے رہتے ہیں؛یہ شیطانی گروہ در حقیقت دین اسلام کے اس بنیادی تصورِ خاندان کا ہی باغی ہے؛ جس کی روشن مثالوں سے ہمارا ماضی منور بھی ہو اور اس امت کی خواتین کے لیے حقیقی مشعل راہ بھی۔اہل بصیرت خواتین کے لیے تو محض جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی زندگی کی مثالیں ہی بہت ہیں؛

- ✓ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے **چکی پیسنے کی تکلیف** کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت شکایت کی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں تھیں؛تاکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ مجھے ایک خادمہ کی ضرورت ہے؛۔۔۔۔اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا تم نے **جو چیز مجھ سے طلب** کی ہے اس سے اچھی چیز تم کو بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب تم اپنی خواب گاہ میں جاؤ تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر؛ تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس مرتبہ

سبحان اللہ پڑھ لیا کرو اور یہ دعا تمام ان چیزوں سے زیادہ اچھی ہے جس کی تم لوگ خواہش کرتے ہو۔
[صحیح بخاری ۔ جلد دوم ۔ جہاد اور سیرت رسول اللہ ﷺ ۔ حدیث ۳۷۷]

خیر القرون میں شوہر تو کیا؛ شوہر کے جہادی گھوڑے کی خدمت کو بھی؛ نہ تو صحابیات نے کوئی عار سمجھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو احسان کے مترادف ٹھہرایا؛

- ✓ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے زبیر رضی اللہ عنہ نے جب شادی کی تو نہ ان کے پاس مال تھا؛ نہ زمین اور نہ لونڈی غلام تھے۔ بجز پانی کھینچنے والے اونٹ اور گھوڑے کے کچھ نہ تھا؛ زبیر رضی اللہ عنہ کے **گھوڑے کو میں چراتی** تھیں؛ **پانی پلاتی** تھی؛ انکا **ڈول سیتی** تھی اور **آٹا پیستی** تھی البتہ روٹی پکانا مجھے نہیں آتا تھا؛ میری **روٹی انصاری پڑوسنیں پکا** دیا کرتی تھیں وہ بڑی نیک عورتیں تھیں؛ زبیر رضی اللہ عنہ کی اس زمین سے جو آنحضرت ﷺ انہیں دی تھی؛ میں اپنے سر پر چھوہاروں کی **گٹھلیاں اٹھا کر لاتی**؛ وہ مقام دو میل دور تھا ایک دن میں اپنے **سر پر گٹھلیاں رکھے آرہی تھی کہ مجھے آنحضرت ﷺ ملے**؛ آپ ﷺ کے ہمراہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے؛ آپ ﷺ نے مجھے پکارا پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھانے کے لئے اونٹ کو اخ اخ کہا؛۔۔۔۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک خادم بھیج دیا تاکہ وہ **گھوڑے کی نگہبانی** میں میرا کام دے گویا انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔ **[صحیح بخاری ۔ جلد سوم ۔ نکاح کا بیان ۔ حدیث ۲۱۲]**

اور قرآن کے مطابق مرد کے حسن سلوک کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق عورت کے اس فرض کی ادائیگی کو آسان بنانے کے لیے دینی حدود میں رہتے ہوئے تمام ممکنہ اسباب مہیا کرے؛ چاہے وہ ماضی میں غلاموں یا کنیزوں کی شکل میں ہو یا عصر حاضر میں کل وقتی یا جزوقتی ملازم یا ملازمہ کی صورت میں۔

- ✓ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا **[سورۃ الطلاق؛ ۷]** صاحب وسعت کو **اپنی وسعت کے مطابق** خرچ کرنا چاہیئے۔ اور جس کے رزق میں تنگی ہو وہ جتنا خدا نے اس کو دیا ہے اس کے موافق خرچ کرے۔ خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی کے مطابق جو اس کو دیا ہے۔ اور خدا عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں ہی اللہ سبحان و تعالٰی کی حکمت کاملہ کا مظہر ہیں اور انفرادی حیثیت

میں دونوں اپنے خالق کی جز وقتی نہیں بلکہ کُل وقتی عبادت کے مکلف ہیں۔ جہاں اس عبادت کی ادائیگی کے دائروں کا مختلف ہونا مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کے سانچہ میں اختلاف کو واضح کرتا ہے؛ وہیں عورت کا مرد کی پسلی سے پیدا ہونا ان دونوں کے باہم رشتہ کی اہمیت اور ضرورت کو بھی واضح کرتا ہے۔ یعنی اگر مرد اپنا فرض "**قوا انفسکم و اھلیکم نارا**" کو کامل طریقہ سے ادا کرے اور عورت کامل طریقہ سے اپنی اطاعت کا مظاہرہ کرے تو یہی وہ کامل رشتہ ازدواج ہے جو دنیا میں مطلوب اور آخرت میں دونوں کے لیے بلند ترین درجات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ مگر یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہماری خواتین کو اپنی ذات میں موجود؛ حکمت الٰہی پر مبنی؛ کمزوریوں کا ادراک بھی ہو اور وہ اس پر دل سے راضی بھی ہوں۔ مندرجہ ذیل دو (۲) احادیث انہی کمزوریوں کو بیان بھی فرما رہیں اور علاج بھی۔

- ✓ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ کجی اس کے اوپر والے حصہ میں ہوتی ہے اگر تم **اسے سیدھا کرنا چاہو گے** تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر چھوڑ دو گے تو **ٹیڑھی رہے گی** لہٰذا تم عورتوں کے ساتھ **اچھا برتاؤ کرو**"۔[صحیح بخاری ۔ جلد دوم ۔ انبیاء علیہم السلام کا بیان ۔ حدیث ۶۷۳]
- ✓ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اے عورتوں کی جماعت! **صدقہ** کیا کرو اور **کثرت سے استغفار** کیا کرو؛ اس لیے کہ میں نے جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی ہے۔" تو ان میں سے ایک عورت نے کہا "یا رسول اللہ ﷺ! ہم عورتوں کے زیادہ جہنمی ہونے کا سبب کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "تم **لعن طعن** زیادہ کرتی ہو اور **خاوند کی ناشکری** کرتی ہو۔ میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا"۔ اس نے پوچھا "ہمارے اندر عقل اور دین کی کیا کمی ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "نقصانِ عقل تو یہ ہے کہ **دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر** ہے (پس یہ عقل کی کمی کی دلیل ہے) اور (حیض و نفاس کے) دنوں میں وہ **نماز نہیں** پڑھتی اور رمضان میں **روزہ نہیں** رکھتی (یہ نقصانِ دین ہے)۔[(مسلم) تخريج:صحيح بخاري،كتاب الحيض،باب ترك الحائض الصوم۔وصحيح مسلم،كتاب الإيمان،باب نقصان الإيمان بنقص الطاعات۔]

یعنی ان کے ذات میں ایک قدرتی ٹیڑھ پن موجود ہے؛ جو ان کو اپنی موجودہ زندگیوں سے غیر مطمئن حالت

میں رکھنے کے باعث ناشکری کے مرض میں مبتلا کر دیتا ہے؛ جس کے باعث وہ لعن طعن اور اپنے شوہروں کے ساتھ شکوہ شکایت جیسے قبیح فعل کی مرتکب ہو جاتی ہیں؛ جس کے علاج کے طور پر مردوں کو ان سے حسن سلوک کی نصیحت اور عورتوں کو اپنے ان منفی رویوں کے باعث صدقہ اور کثرت استغفار کا حکم دیا۔ مزید براں؛ یہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی حکمت عالیہ کا مظہر ہے کہ عورتوں کو نقصانِ دین اور نقصانِ دنیا جیسے واقعاتی شواہد کا حامل ٹھہرا کر مردوں کی دینی و دنیاوی افضلیت کو ایک نظریاتی بحث سے نکال کر حقیقی شواہد کی بناپر امر واقعہ ثابت فرمایا؛ مگر یہ بھی اسی ٹیڑھ پن کا نتیجہ ہے کہ عورت کے اندر مردوں پر غالب اور ان کو فتنوں میں مبتلا کرنے کا جذبہ موجود ہے۔ اور اس جذبہ کو شریعت کے تابع رکھنے کے لیے لازم ہے کہ عورت دیندار بھی ہو اور دینی علوم کی حاملہ بھی۔

عصر حاضر کے تناظر میں اس کل بحث کو سمیٹتے ہوئے اس مضمون کا اختتام چند اہم نقاط کے اعادہ پر کرتا ہوں؛

أ. انفرادی دینی فرائض قابل انتقال نہیں ہوتے؛ یعنی نہ تو مرد حضرات اپنی ذمہ داری ["قوا انفسکم و اهلیکم نارا"] کا طوق عورتوں کے ذمہ ڈال کر؛ گھر کی سربراہی کا مقام عطا کر سکتے ہیں؛ اور نہ ہی عورت اس کے فرض کی ادائیگی کا بوجھ اٹھانے کی حامی بھر کر ان کی اطاعت کو قبول کر سکتی ہے؛ آخر جو دین لباس میں ظاہری مشابہت کو بھی باعث لعنت قرار دیتا ہو وہ اس مشابہت کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔

ب. اور بعینہ نہ ہی عورت اپنے شوہر کی اطاعت؛ اس کے مال و متاع کی حفاظت اور اپنے بچوں کی پرورش و تربیت کی فرضیت اپنے غلاموں؛ کنیزوں؛ ملازموں؛ یا کسی ادارہ کو تفویض کر کے بری ذمہ ہو سکتی ہے۔

ت. دین و دنیا میں مرد جن فرائض کا مکلف ہے؛ عورت کے لیے وہ تمام فرائض نفل [یعنی اضافی] کی حیثیت رکھتے ہیں اور بعینہ عورت جن فرائض کی مکلف ہے مرد کے لیے ان کی حیثیت نفل کی سی ہے۔ یعنی باجماعت نماز؛ امامت الصلوۃ؛ دعوت و تبلیغ؛ جہاد فی سبیل اللہ؛ کسب حلال؛ نماز جنازہ وغیرہ مردوں کے لیے تو فرض کی حیثیت رکھتے ہیں مگر عورت کے لیے یہ نفلی امور ہیں۔ اور فرض اور نفل کے فرق اور ان میں ثواب و درجات کا تفاوت کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ مگر اگر یہی عورت ان نفلی امور کی ادائیگی کے برعکس اپنے قول و فعل اور اپنے فرائض کی ادائیگی سے اپنے شوہروں کو ان کے فرائض کی ادائیگی کا پابند بنا سکیں؛ تو وہ اپنے ثواب و درجات میں مردوں کے مساوی قرار پائیں گئیں۔

ث. دین میں عورت کی آزاد حیثیت ناپسندیدہ ہے اور کسی خاص دینی وجہ کے سوا؛ازدواجی زندگی سے کنارہ کشی دین میں سنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس صورت میں انہیں اپنے فرضیت کے دائرہ کو محدود کرتے ہوئے مجبوراً نفلی اعمال [خصوصاً کسب حلال] میں مبتلا ہو کر اپنے اخروی اجر اور درجات سے محرومی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی لیے عورت چاہے کنواری ہو؛ مطلقہ ہو یا بیوہ ؛ دین ان تمام کو جلد نکاح کی ترغیب دیتا ہے چاہے ان کی اس رشتہ میں دوسری؛ تیسری یا چوتھی بیوی کی حیثیت ہو؛ تاکہ وہ آخرت کے درجات سے محروم نہ رہ جائیں۔

ج. جیسے مرد کے لیے مستحب ہے کہ وہ رشتہ ازدواج کے لیے دین کو ترجیح دے؛ بعینہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی زندگیوں میں دینداری اور دینی علوم کے حصول پر خصوصی توجہ دیں تاکہ اپنے شوہر کے انتخاب میں ان صفات کو ترجیح دیں جس سے نہ صرف ان کے موجودہ دینی زندگی کی حفاظت ہو سکے بلکہ اس میں اضافہ کا باعث بن سکے اور ان کی ذات میں موجود ٹیڑھ پن ایسے شوہر کی رفاقت کے اختیار میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑا کر سکے۔

ح. عصر حاضر میں متاثرہ مردوں کی اکثریت جہلا پر مشتمل ہے؛ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کی دینداری اور دینی علوم کا حصول ان کو وہ میدان عمل مہیا کرتا ہے جس کے باعث وہ اپنے رشتہ ازدواج میں درجہ اول کے رشتہ ازدواج کی مشابہت اختیار کر کے دنیا و آخرت کی فلاح حاصل کر سکتی ہیں۔

جن مضامین کے حوالہ جات اس مضمون میں شامل ہیں ان کے مطالعہ کے لیے راقم کی کتاب "قوا انفسکم و اھلیکم نارا (ایڈیشن چہارم)" مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہے۔

آن لائن مطالعہ کے لیے؛

https://www.meraqissa.com/book/1998

پی ڈی ایف ڈاؤن لوڈ؛

https://ketabton.com/index.php/books/15600

https://archive.org/details/20230215_20230215_1019

لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی الہ و صحابہ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا